ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ڈاکٹر محمد اسحاق
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج پشاور
محمد سید علی
لیکچرر شعبہ اردو غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان
امیر تراب
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج گل آباد (دیر لوئر)

خاطر غزنوی بطورِ خاکہ نگار

Khatir Ghaznavi as a Sketch Writer

Dr.Muhammad Ishaq
Associate Professor, Deptt; of Urdu, Government Superior Science College Peshawar
Muhammad Said Ali
Lecturer Deptt; of Urdu, Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Amir Turab
Assistant Professor, Government Degree College Gula Abad (Dir Lower)

ABSTRACT
Khater Ghaznavi, a prominent figure in Urdu literature, is not merely a poet but a versatile artist who leaves his mark in prose and the world of sketching. While his sketches are yet to be formally published, they resonate with the essence of artistry, revealing Ghaznavi's skill as a draftsman. Within these visual creations, we find an intricate connection between his prose and his artistic endeavors, weaving the fundamental principles of sketching into his work. Through this intersection of literary and visual arts, Ghaznavi's legacy underscores the timeless capacity of creativity to transcend words and ignite the soul.

KEY WORDS: *Khater Ghaznavi, Urdu literature, poet, versatile artist, underscores, timeless capacity.*

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

بطور خاکہ نگار خاطر غزنوی ''ادبیاتِ خیبر پختونخوا'' میں اگلی صفوں میں ایستادہ نظر آتے ہیں۔ گو کہ ان کے حصے میں خاکوں کا کوئی مجموعہ تو نہیں آیا تاہم محققین نے انہیں پختونخوا کے قابل ذکر خاکہ نگاروں کی فہرست میں جگہ دی ہے۔ محترمہ گل ناز بانو اپنے مقالے ''صوبہ سرحد میں خاکہ نگاری'' میں لکھتی ہیں۔:

> ''خاطر صاحب ایک منجھے ہوئے قلم کار ہیں۔ آپ کا مشاہدہ بڑا گہرا اور مردم شناسی کا جوہر بڑا پختہ ہے۔ آپ نے جن شخصیات کے ساتھ وقت گزارا۔ ان کے ایک ایک فعل اور عمل کو اپنے گہرے مشاہدے میں رکھا اور پھر ان پر لکھ کر حق شناسائی ادا کیا۔ ''(۱)

محترمہ گل ناز بانو نے اپنے ایم۔فل مقالے میں خاطر کے چار خاکوں کا ذکر کیا ہے۔ راقم کو مختلف ادبی رسائل، کتب اور کالموں کے ذخیرے سے خاطر کے پندرہ خاکے مل سکے ہیں۔ خاطر فن خاکہ نگاری کی تہذیب و عرفان کے پاسدار ہیں۔ اس صفت نے ان کے خاکوں کو سوانحی مضمون یا شخصی مضمون کی سرحد سے ملانے نہیں دیا گو کہ چند خاکے کمزور بھی ہیں۔ تاہم مجموعی طور پر خاطر ایک کامیاب خاکہ نگار ہیں۔ ان کے خاکے فنی حدود میں رہتے ہوئے قاری کو صاحب خاکہ کے ظاہر و باطن سے شناسائی دلاتے ہیں۔ انہوں نے خاکے کی تنقید بھی لکھی۔ جس میں وہ اس صنف کا فنی جغرافیہ اور تکنیکی مطالعہ قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''خاکہ نگاری کے ذریعے کسی زیر مطالعہ شخصیت کو اس کے اصلی رنگ، روپ اور اس کے ماحول میں پیش کیا جاتا ہے۔''(۲)

خاطر کے تجزیئے کے مطابق خاکہ جدید نثری اصناف کے زیر اثر رہ کر اپنی تشکیل کے لئے انشائی مزاج، واقعہ نگاری اور کردار نگاری سے سیر اب ہوتا ہے۔ خاطر کا خیال ہے:

> ''خاکہ نگاری رپورتاژ اور انشائیہ کی طرح چند در چند ادبی اصناف سے مماثلت رکھتی ہے۔ یا ان اصناف کے عناصر خاکہ نگاری میں پائے جاتے ہیں۔ ''(۳)

اہل نقد و نظر نے خاکہ نگاری کو مصوری سے تشبیہہ دی ہے۔ اس طرح کامیاب خاکہ نگار وہ ہے۔ جو لفظ سے رنگ کا کام لے اور لفظ کے رنگوں سے کاغذ پر ایسا دریچہ کھول دے کہ قاری صاحب خاکہ کو پڑھنے سے زیادہ دیکھنے کے عمل سے گزرے۔

خاکہ نگاری کے فنی تقاضوں کی وضاحت میں ڈاکٹر صابرہ سعید لکھتی ہیں:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

> ”شخصیت کا مطالعہ متوازن ہو۔ دقت نظر کے ساتھ وسعت نظری بھی لازمی و ضروری ہے۔ واقعات صحت کے ساتھ پیش کئے جائیں۔ خاکہ نگار کے ذہن میں افسانے کے پلاٹ کی طرح خاکے کا پورا نقشہ موجود رہے۔ وہ خود کو اس فضا میں پہنچا دے جس میں شخصیت متنفس و متحرک ہو۔ وہ اپنے موضوع کو اس کے حلیے، لباس، بول چال، وضع قطع اور رہن سہن کو گھر کے کاٹھ کباڑ کے ساتھ ویسا ہی پیش کرے جیسا اس نے اسے دیکھا ہے۔ اور اپنی فن کاری سے ماضی کو حال کی صورت عطا کرے۔ “(۴)

خاطر نے ان معیارات کو چھونے کے لئے تخلیقی یکسوئی کے ساتھ خاکہ نگاری کی۔ ان کے خاکے سعیٔ لاحاصل کی مثال نہیں ہیں بلکہ ان میں صاحب خاکہ اپنے محاسن و معائب کے ساتھ حاضر و موجود محسوس ہوتا ہے۔ خاطر شاعر بھی رہے۔ نقاد بھی اور فکشن نگار بھی۔ انہوں نے اپنی ان حیثیتوں کو خاکہ نگاری میں یکجا کیا ہے۔ اس تجربے نے ان کے خاکوں کو روانی اور کہانی کے خوش ذائقے ودیعت کیے۔ اس کی عمدہ مثال خاطر کا ایک کم معروف خاکہ ”چہرہ نما“ ہے۔ یہ خاکہ تادم تحریر اہلِ نقد و تحقیق کی توجہ سے محروم رہا ہے۔ شاید اس کا سراغ خیبر پختونخوا کے خاکے پر کام کرنے والوں کو نہیں ملا۔ ورنہ وہ اسے ضرور زیرِ بحث لاتے۔ ”چہرہ نما“ دبستانِ پشاور کے ایک اہم مگر گمنام شاعر سید مظہر گیلانی کا خاکہ ہے۔ اس خاکے کی اضافی خوبی یہ ہے کہ یہ ہمیں ایک بھولے بسرے شاعر سے ملاتا ہے۔ خاطر نے اس خاکے میں تحلیل نفسی کی تکنیک کو بھی کہیں کہیں برتا ہے۔ جس سے قاری صاحب خاکہ کی ذات میں سہولت سے جھانک سکتا ہے۔ خاکہ افسانوی انداز سے شروع اور انشائی مزاج پر ختم ہوتا ہے۔ درمیان میں صاحب خاکہ کی قلمی تصویر، ذہنی میلانات رجحانات، اہم واقعات، ادبی معرکے، نوک جھونک شخصیت کا شاعرانہ اظہار اور پیشہ ورانہ ناکامیاں ملتی ہیں۔ خاکے کا ابتدائی ٹکڑا ملاحظہ کیجیے:

> ”وہ ایک خوبصورت آدمی تھا۔ رعنائیاں اس کی بلائیں لیتیں۔ غرور حسن نے اس میں عاشق کے ساتھ محبوب بننے کا بھی جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ چاہے جانے کا جذبہ تو ہر ذی روح میں موجود ہے لیکن اس شخص میں یہ جذبہ زیست کی حدوں کو چھوتا تھا۔ “(۵)

آغاز ہی میں خاطر نے اپنے موضوع کا پہلا سرا قاری کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ صاحب خاکہ نرگیست زدہ اور خود پسند ہے لیکن خاطر نے اسے انسانی فطرت کے ناگزیر پہلو کے طور پر پیش کرتے ہوئے اسے صاحب خاکہ کی توانائی سے تعبیر کیا ہے۔ یہ ایک طویل خاکہ ہے۔ اس کے باوجود اس میں تکرار نہیں۔ خاکہ نگار مظہر گیلانی کی

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

زندگی اور شخصیت کی آمیزش سے کبھی شخصیت کی جھلک اور کبھی زندگی کی جھلک دکھاتا ہے۔ یہ سارا عمل رمز و کنایے اور اشارے اور اختصار کے وسیلے سے ہوتا ہے۔ اس لئے خاکے میں واقعات، تاثرات اور تصورات کا ایک مختصر نقشہ بھی کھینچا گیا ہے۔ تاکہ شخصیت کی تشکیل کا پس منظر بھی سامنے آسکے۔ انہوں نے اس تکنیک سے خاکے کے فن اور مقصد میں توازن کا سنگ بنیاد رکھ کر صاحب خاکہ کی شخصیت کی پوری عمارت کھڑی کی ہے۔ اردو کے ابتدائی خاکوں میں حلیہ نگاری ایک لازمی جز سمجھا جاتا تھا۔ اسے جدید خاکہ نگاری کی بدعت یا عجز کہیے کہ اب حلیہ نگاری جیسا اہم ستون خاکے کے لئے ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ حلیہ نگاری خاکے کو تازہ آکسیجن دیتی ہے۔ نجانے کیوں اس اہم جہت کو ڈاکٹر بشیر سیفی خاکے کے لئے لازمی نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے مقالے "اردو میں خاکہ نگاری" میں لکھتے ہیں:

> "دورِ جدید کے بیشتر خاکہ نگاروں نے حلیہ نگاری کو زیادہ اہمیت نہیں دی اور ساری توجہ کردار نگاری کی طرف مبذول رکھی ہے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ حلیہ نگاری خاکے کا لازمی جز نہیں۔"(۶)

خاطر نے مرقع نگاری اور حلیہ نگاری کا التزام رکھا ہے۔ مظہر گیلانی کے خاکے میں قد و قامت، چہرہ، حلیہ اور چال ڈھال کی لفظی تصویر ملاحظہ ہو:

> "بھرا بھرا حسین چہرہ، کھلتا ہوا رنگ، تنے ہوئے ابرو، پتلے پتلے ہونٹ، جن پر برابر پان کی سرخی نمایاں، نمایاں آنکھوں پر نازک سا چشمہ، سر پر قراقلی جو ماتھے کو اپنی پناہ لئے دائیں آنکھ کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے بے قرار۔۔۔ سڈول جسم، موزوں قد، انتہائی طور پر خوش پوش۔۔۔ اپنے اک عزیز ترین ساتھی یعنی ایک لچکیلی سی چھڑی کے ساتھ خراماں خراماں۔"(۷)

حلیہ نگاری کا وصف خاطر کی فنی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خاطر نے صاحب خاکہ کی سیاسی زندگی کے اہم واقعات، ادبی زندگی کے فیصلہ کن موڑ، شخصیت کے ظاہر و پوشیدہ گوشے، مزاج کے تلخ و شیریں پہلو جلوت، خلوت کی جھلکیاں اور تصور حیات کو بھی اختصار نگاری کے سانچے میں سمویا ہے۔ خاطر کی فنکاری کی عملی مثالیں دیکھیے۔

" (1 وہ ایک زندہ دل آدمی تھا لیکن عجیب و غریب عادات کا مالک۔ ان عادتوں میں رنگارنگی تھی ایسی رنگارنگی جو گلدستے کا مقدر ہوتی ہے۔ تضادات کہہ لیجیے لیکن سارے تضادات اک گلدستے کی طرح اس کی شخصیت کا حصہ بن گئے تھے۔ "(۸)

"(2 وہ ایک نازک خیال غزل گو شاعر تھا لیکن اپنی نازک خیالی میں اس نے سیاست کا پیوند بھی لگالیا اور چوک یادگار کے چبوترے پر غزلیں سنانے کی بجائے تقریریں کرتا رہا۔ "(۹)

" (3 وہ ضد میں آکر وہ کام ضرور کرتا جس سے ٹوکنے والوں کو تکلیف ہوتی۔ چنانچہ ان دنوں بعض لوگوں کو چڑانے کی غرض سے اس نے سر پر ٹوپی پہن کر اسے پنتالیس کے زاویے پر ٹیڑھا رکھنا شروع کر دیا۔ ٹوپی اس سے زیادہ ٹیڑھی ہو نہ سکتی تھی کہ یوں گرنے کا خدشہ تھا۔ "(۱۰)

" (4 وہ چٹان کی طرح ثابت قدم نہ تھا اور شاید چٹان یا پتھروں کی خصوصیات سے عاری تھا۔ وہ دریا کی طرح رواں دواں رہنے کو اصل حیات سمجھتا تھا۔ "(۱۱)

"چہرہ نما" میں خاطر نے صاحب خاکہ کی ذات وصفات پر اپنے تاثرات کو ادب کا لباس پہنایا ہے۔ زبان و بیان کی شائستگی اور اظہار کی شگفتگی خاطر کے خاکوں کو کشش سے نوازتی ہے۔ خاطر کی اس ہنر کاری کو سراہتے ہوئے محترمہ گل ناز بانو لکھتی ہیں:

"زبان و بیان پر آپ کو کامل دسترس ہے۔ آپ نے اپنے خاکوں میں سیدھے سادے اور رواں اسلوب سے شخصیات کے ظاہر و باطن کو بیان کیا ہے۔ شخصیات کے مطابق الفاظ کا استعمال جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے خاکوں میں حفظ مراتب کا پورا خیال رکھا۔ "(۱۲)

حفظ مراتب کا یہ خیال غنی خان، ایوب صابر، قتیل شفائی، محسن احسان، ضیاء جعفری، سائیں مرنا، زیڈ اے بخاری، پروفیسر منور رؤف، ایوب مائل صدیقی، فارغ بخاری، رضا ہمدانی نذیر تبسم اور اقبال اعوان پر لکھے گئے خاکوں میں بھی ملتا ہے۔ "غنی خان" صاحب اسلوب پشتو شاعر، بے بدل مصور و مجسمہ ساز اور تاریخ دان کی شخصیت کے ظاہر و باطن کا عکس نامہ ہے۔ اختصار میں جامعیت اس خاکے کا خاصا ہے۔ غنی خان نے سیاسی گھرانے میں آنکھ کھولی خاطر نے ادب اور فنون لطیفہ کی تشکیل کردہ غنی خان کی شخصیت کو موئثر پرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ صاحب

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

خاکہ کے خدوخال ابھارنے کے لئے مصورانہ رنگ کی لفظیات کا انتخاب کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ ٹکڑا ملاحظہ کیجیے:

> "قد آور اور خوبصورت انسان۔۔۔ قد آور اور خوبصورت شخصیت۔۔۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے مائیکل اینجلو کے تراشے ہوئے یونانی دیوتائوں کے مجسموں میں سے ایک میں اللہ نے جان ڈال دی ہو۔ "(۱۳)

اس خاکے کی قرأت سے اردو دان قارئین کو غنی خان کے مزاج، پشتو ادب اور مصوری میں مقام سے اچھی خاصی شدھ بدھ حاصل ہوتی ہے۔ خاطر جا بجا صاحب خاکہ کے شخصی رویوں کی تصویر کشی علامتی انداز میں کرتے ہیں۔ یوں خاکہ سوانحی پس منظر رکھنے کے باوجود سوانحی مضمون نہیں بنتا۔ خاطر نے یہ تکنیک کوہاٹ کے ممتاز تخلیق کار ایوب صابر کے خاکے میں بھی برتی ہے۔ یہ خاکہ بھی ان کی فنی مہارت کا نمائندہ فن پارہ ہے۔ دراصل خاکہ حقیقت، مشاہدے اور تخیل کا امتزاجی اظہار ہے۔ اس لیے بالعموم خاکہ نگار فطری طور پر جذباتی وابستگی و وارفتگی کے میدان کے بہائو میں بہتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ صاحب خاکہ کے سوانحی واقعات کا ایک ڈھیر کاغذ پر اتار پھینکتا ہے۔ خود خاکہ نگار کی شخصیت بھی صاحب خاکے پر غیر محسوس طریقے سے حاوی ہو جاتی ہے۔ اور یوں اصل موضوع کی تخلیقیت اور صاحب خاکہ کا تاثر دب جاتا ہے۔ اس عیب سے خاکہ وحدت تاثر کی صفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ پروفیسر شمیم حنفی خاکے کے محل وقوع کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "خاکہ نگار کا رویہ، موضوع بننے والی شخصیت کی طرف سوانح نگار کے رویے سے اس معاملے میں مختلف ہوتا ہے کہ اس کی توجہ تصویر کے چند نمایاں لفظوں پر مرکوز ہوتی ہے۔ اس کی نظر انتخابی ہوتی ہے۔ وہ جہاں جہاں سے چند واقعات، شخصیت کے چند پہلوؤں تک اپنے آپ کو محدود کر لیتا ہے۔ اور انہی واقعات اور پہلوؤں سے ایسی تصویر بناتا ہے۔ جو ادھوری نہ لگے۔ کسی شخصیت کے ایسے عناصر جو مرکزی حیثیت رکھتے ہوں یا اس سے وابستہ ایسے واقعات جن سے شخصیت کے بھید کھلتے ہوں خاکہ نگار کا بنیادی سروکار انہی سے ہوتا ہے۔ "(۱۴)

خاطر کی نظر بھی انہی واقعات پر ہوتی ہے۔ وہ خاکے میں تفتیش نگاری کرتے ہیں نہ تحقیق نگاری بلکہ صرف شخصیت کی انفرادیت کے بکھرے رنگ سمیٹتے ہیں۔ ان خاکوں میں گوشت پوست کے انسان سانس لیتے ہیں۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

وہ شخصیت کو زندگی سے الگ نہیں کرتے بلکہ زندگی کے صرف وہی پہلو سامنے لاتے ہیں جن سے صاحب خاکہ کی شخصی نشوونما ہوئی ہو۔ خاطر کو ادراک ہے کہ خاکے میں سوانح کا ذکر آٹے میں نمک کے برابر ہونا چاہیے۔ انہیں سوانحی مضمون اور خاکے کی حدود و جغرافیہ کا پاس رہتا ہے۔ خاطر نے سوانحی مضامین بھی لکھے ہیں۔ " اکیسویں صدی" میں شامل ترقی پسند ادیب مرحوم جوہرؔ میر پر لکھے گئے مضمون میں شخصیت نگاری کم اور سوانحی حالات کی کاشت کاری زیادہ ہے۔ اسی لئے اسے خاکے کی بجائے مضمون کے گوشے میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس ایوب صابر کے خاکے میں صاحب خاکہ کی شخصیت کے ظاہر و باطن کا پتا چلتا ہے۔ خاکے کا انداز بیان صاحب خاکہ کی شگفتہ مزاجی سے ہم آہنگ ہے۔ کوہاٹ کے خوش ذائقہ امرودوں کی شہرت کے تناظر میں ایوب صابر کے شخصی تاثر کو خاطر نے یوں سمیٹا ہے:

> "ایوب صابر کوہاٹ کے امرودوں کی طرح مشہور ہے لیکن نہ تو کیڑوں بھرا امرود ہے۔ نہ ہی ایسا جو اوپر سے سبز اور اندر سے سرخ ہوتا ہے۔ وہ تو ایسا خوشبودار، خوش ذائقہ اور خوش رنگ امرود ہے۔ جو اندر اور باہر ایک ہی رنگ کا ہے۔ اور شیرین ہے۔ شیرین مقال شیرین گفتار ہے۔"(۱۵)

شگفتگی کی ایک اور مثال الفاظ کے ذو معنی استعمال کے روپ میں دیکھئے:

> "وہ صحیح معنوں میں صبر ایوبی کا پیرو اور حقیقی معنوں میں ایوب صابر ہے۔"(۱۶)

اس خاکے میں ایوب صابر کی ادبی کائنات کی جھلک، نظریۂ زندگی پر ایک نظر، مزاج کی صوفیانہ جہت اور کاروبار حیات کی دھوپ چھاؤں کے مختلف النوع رنگوں کے انتخاب سے شخصیت کا بھرپور تاثر اور تصویر تراشی گئی ہے۔

خاطر نے زیادہ تر خاکے ان شخصیات پر لکھے۔ جن سے ان کی اچھی خاصی شناسائی اور بے تکلفی رہی ہے۔ یہ خاکہ نگاری کی ایک ناگزیر شرط ہے۔ خاکہ نہ قصیدہ ہے نہ ہجو۔ یہ ایک بے تکلف آشنا اور راز دار قسم کی تحریر ہے۔ خاطر نے بھی خاکے کے روپ میں قصیدہ لکھا نہ ہجو بلکہ جو دیکھا، سمجھا، جانا، سوچا۔ اسے خاکے کے پیکر میں پیش کر دیا۔ سید ضیاء جعفری پر لکھا گیا خاکہ "روشن یادیں اپنے ضیاء کی" بھی اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ دبستان پشاور میں ضیاء جعفری نے میر کارواں، مشفق و مربی کا کردار نبھایا۔ ادبی سیاست کی آلودگیوں سے پاک اور نو آموز تخلیق کاروں کے سر پر ہاتھ رکھنے والے ضیاء جعفری ایک بزم آراء ادب دوست انسان تھے۔ خاطر نے موصوف کی ذات کی

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

جملہ صفات کو یادوں کی روشنائی سے خاکے کے کاغذ پر اتارا ہے۔ یہ خاطر کی خاکہ نگاری کے ابتدائی دور کا نمونہ ہے۔ ۱۹۸۰ کے آس پاس لکھے گئے اس خاکے میں حلیہ نگاری، صاحب خاکہ کے مزاج، ذوق و شوق، ادب شناسی، یادوں کے الائو کی روشنی اور صاحب خاکہ کی چلتی پھرتی تصویریں ملتی ہیں۔ خاکے سے چند نمونے ملاحظہ کیجیے:

حلیہ / سراپا نگاری:

> "کھلتا ہوا رنگ، گھنی بھنویں، یونانی ناک، سرمے کے بغیر بڑی بڑی چغتائی آرٹ آنکھیں، جتنی باتیں کرتے تھے، کار کے وائپر کی طرح اتنی ہی مرتبہ ہاتھ بھی ہلاتے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کی باتیں یا ہاتھ کہہ لیجیے، عام آدمی کے ہاتھوں سے زیادہ لمبے ہیں۔ "(۱۷)

مزاج شناسی:

> "ان کی طبیعت میں شگفتگی نے ان کو واقعی باغ و بہار آدمی بنا دیا تھا۔ وہ خود طب کی پریکٹس کرتے تھے۔ اور لوگوں کے مزاجوں میں بلغمی اور بادی تاثیر ڈھونڈتے تھے لیکن خدا جانے انہوں نے کبھی اپنے متعلق یہ سوچا تھا یا نہیں کہ ان کا اپنا مزاج زعفرانی تھا۔ "(۱۸)

تصویر کشی:

> "ضیاء صاحب شاہ ولی قتال کے دروازے سے ملحق 'دائرہ ادبیہ' کے ننھے سے کمرے کے باہر چارپائی پر یا سردیوں میں کمرے کے باہر چارپائی پر یا سردیوں میں کمرے کے اندر تکیے سے ٹیک لگائے ہمیشہ نیم دراز پڑے رہتے تھے۔ نسوار کی چٹکی سے نتھنوں کو غذا وقتاً فوقتاً پہنچاتے رہتے۔ ان کی مخلصانہ داد کی پہچان یہ تھی کہ سرہانے بندھے ہوئے ہاتھوں کو اچانک جدا کرکے بیٹھ جاتے اور پڑھنے والے کی طرف پورا رخ کرکے پھیپڑوں کے پورے زور کے ساتھ اسے داد دیتے اور کبھی کبھی داد دیتے ہوئے اپنے لمبے لمبے ہاتھوں کو پڑھنے والوں کی طرف اتنا بڑھاتے کہ پڑھنے والے کو سہم کر پیچھے ہٹنا پڑ جاتا۔ "(۱۹)

اس خاکے میں خاطر نے ماضی کی یادگار اور دلآویز ادبی اور صوفیانہ شخصیت کے نقش و نگار کو یوں محفوظ کیا ہے کہ آج بھی پڑھنے والا ضیاء صاحب سے تھوڑی بہت شناسائی حاصل کر سکتا ہے۔ خاطر نے ضیاء صاحب کا ایسا جامع نقشہ کھینچا ہے کہ موصوف خواب کے دھندے مناظر کی طرح احساس کے جزیرے پر ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خاطر کے چند ایک سوانحی خاکے فنی لحاظ سے خاکے کم اور سوانحی مضمون زیادہ ہیں۔ان میں حلیہ نگاری اور

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

شخصیت نگاری کے اوصاف بھی ملتے ہیں لیکن ان کا غالب حصہ سوانحی حالات، تاریخ پیدائش و وفات اور زندگی کے مختلف ادوار پر مشتمل ہے۔ اس لیے یہ خاکے کا مجموعی تاثر تخلیق نہیں کرتے۔ ''آواز کی روشنی'' بھی ایسی ہی تحریر ہے۔ اس کا موضوع ریڈیو آرٹسٹ نور احمد خان کی فنکارانہ زندگی ہے۔ جس سے خاطر کی رفاقت کا آغاز ۱۹۴۳ میں ہوا۔ دونوں مختلف حیثیتوں سے ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔ خاطر بطور صداکار اور ریڈیو پروڈیوسر طویل عرصہ نور احمد خان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے رہے۔ خاطر کے پاس خاکے کا بھرپور مواد میسر تھا۔ مضمون کے عنوان سے بھی اس پر خاکے کا گمان گزرتا ہے۔ گریز اور بارہا گریز نے اسے آخر تک خاکہ بننے نہیں دیا۔ مضمون میں جملوں کی کمزور ساخت اور صحافتی انداز تحریر سے یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ کھڑے کھڑے کم وقت اور عجلت میں لکھا گیا ہے۔ گویا مضمون نگار کو خلوت میں خوب جم کر لکھنے کی فرصت نہ ملی۔ گریز کی رو نے اسے انشائی مزاج کی سرحد پر لا پھینکا ہے۔
خاطر کے خاکوں پر عموماً یہی تنقید کی جاتی ہے کہ ان میں زیادہ تر تعارفی رنگ ملتا ہے۔ شخصیات کے تعارف کے ساتھ ساتھ خیبر پختونخوا کی ادبی تاریخ کا تعارف بھی پیش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خاکہ غیر ضروری تفاصیل اور بے جا واقعات کی زد میں آجاتا ہے۔ اور اس طرح ایک شخص کے ساتھ کئی اشخاص سے ہماری مڈ بھیڑ ہو جاتی ہے۔[۲۰] خاطر کے خاکوں کے اس کمزور پہلو کو ایک دو خاکوں کی بجائے مجموعی خاکہ نگاری کو سامنے رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ چونکہ خاطر کے اکثر خاکے اہل تحقیق سے اوجھل رہے ہیں۔ اس لیے دستیاب چند خاکوں پر ہی یہ تنقیدی رائے ثبت کی گئی۔ چوں کہ اب تک ناقدین نے خاطر کے تھوڑے ہی خاکوں کی جانچ پڑتال کی ہے۔ اس لیے چند خاکوں کی بنیاد پر قائم کی جانے والی رائے تمام خاکوں پر منطبق نہیں کی جاسکتی۔ دریافت شدہ خاکوں میں خاطر کے قلم سے نکلنے والے خاکے ''چھوٹا بھائی'' (ذوالفقار علی بخاری) اور محمد ایوب مائل صدیقی بھی نقد و نظر سے محروم رہے ہیں۔ ان خاکوں میں خاطر کے فن کا تکنیکی رخ خاصا ثروت مند ہے۔

خاطر نے کسی فارمولے کے تحت خاکہ نگاری نہیں کی ہر دوسرے، تیسرے خاکے میں ان کی بنت کاری مختلف ہے۔ کہیں وہ حلیہ نگاری سے خاکے کو اٹھاتے ہیں تو کہیں افسانوی انداز سے۔ کہیں شگفتگی یا پرلطف فقرے سے خاکے کی بسم اللہ کرتے ہیں تو کہیں یاد نگاری یا واقعہ نگاری سے۔ مائل صدیقی کا خاکہ حلیہ نگاری سے شروع ہوتا ہے۔ اور یوں دھیرے دھیرے سوانحی جھلک و ماحول کے ذریعے صاحب خاکہ کا تعارف سامنے آتا ہے۔ یہ سلسلہ آگے بڑھ کر ان کے مزاج کے رنگ بکھیرتا جاتا ہے۔ اور اگلے مرحلے میں ان کے شعری رجحانات کی لطافت نمودار ہوتی ہے۔ اسی طرح ''چھوٹا بھائی'' کا پہلا حصہ شگفتگی کی فضا میں تخلیق ہوتا ہے۔ جس کا سلسلہ ان کے شخصی خدوخال سے

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

جاملتا ہے۔ اس جھلک کے بعد ان کے کمال وکارناموں کی مختصر قصہ گوئی ہوتی ہے۔ اگلے موڑ پر چند سوانحی حالات کا پیوند لگاتے ہوئے پطرس بخاری کا ذکر خیر ہوتا ہے۔ یوں خاکہ نئے نئے رنگ دکھاتا ہوا اپنی منزل پر ایک ڈرامائی قدم رکھ کر پہنچ جاتا ہے۔ دراصل خاطر کی شعوری کوشش یہ رہی ہے کہ خاکے کا ڈکشن، لہجہ اور مزاج صاحب خاکہ کی شخصیت سے ہم آہنگ ہو۔ اور یہی تکنیک ان کی خاکہ نگاری کو یکسانیت کے تاثر اور خانہ پری سے محفوظ رکھتی ہے۔ نمونے کے یہ ٹکڑے خاطر کی خاکہ نگاری کی تفہیم کاری کے لئے پیش کیے جاتے ہیں:

> ''وہ بظاہر زیڈ اے بخاری تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ اے سے زیڈ بخاری تھا۔ یعنی اے زیڈ بخاری تک وہ مختلف نوعیتوں کی صلاحیتوں سے لدھا پھندا اعظیم شخص تھا)''۲۔ ''(۲۱)

ڈاکٹر نذیر تبسم کے خاکے سے ایک شوخ نمونہ:

> ''اسے آج سے چار برس پہلے ایم۔فل اور تین برس پہلے پی ایچ۔ڈی ہونا چاہیے تھا لیکن اپنے زور دار قہقہوں کی رو میں بہہ کر کھڑی ہوئی، اسٹارٹ ڈیزل بس بننا قبول کیا اور بدن کو زلزلوں سے آشنا کرکے ماحول کو زلزلوں سے آشنا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ''(۲۲)

قتیل شفائی کے خاکے سے ایک خوش رنگ ٹکڑا دیکھئے:

> ''اس کی آواز میں گھنگروؤں کی موسیقی اور گلے میں ساغروں کی کھنک تھی۔ اس کا چہرہ مکھن کی طرح سفید اور چکنا تھا اور اس کے گھونگریالے بال اس کے ذہن میں خیالات کے الائو کا بل کھاتا ہوا دھواں لیے ہوئے تھے۔ اس قاتل اور بسمل کرنے والے نوجوان کا نام اپنی شخصیت کے برعکس قتیل شفائی تھا'۔ ''(۲۳)

خاطر کے رپورتاژ ''ایک کمرہ'' میں بھی خاکہ نگاری کے خدوخال ملتے ہیں۔ اس تناظر میں گوہر رحمان نوید لکھتے ہیں:

> ''خاطر غزنوی نے اپنی کتاب ''ایک کمرہ'' میں بھی بعض ادیب دوستوں کی قلمی تصویریں کھینچی ہیں۔ جن میں ہر ایک کا رنگ جدا اور ڈھنگ مختلف ہے۔ ''(۲۴)

''ایک کمرہ میں'' خاطر نے شعوری کوشش سے ادیبوں کی قلمی تصویر کشی کی ہے۔ کتاب کے تعارفی صفحے پر بھی عنوان ''ایک کمرہ'' کی وضاحت میں لکھا گیا ہے۔ ''ایک کمرے کا خاکہ۔ ایک خاکوں بھرا خاکہ''(۲۵) اس رپورتاژ میں خاطر نے صوبہ پختونخوا بالخصوص پشاور کی ادبیات کے بھولے بسرے نقوش ابھارے ہیں اور قلم قبیلے کی

تخلیقی تہذیب و فضا کی چلتی پھرتی تصویریں تراشی ہیں۔ ان تصویروں میں قدیم رنگ بھی ہیں اور جدید بھی۔ پرانی بزم آرائیاں "ایک کمرہ" سے موسوم باب میں کھلتی ہیں اور جدید ادبی محافل و ادیبوں کا نگار خانہ "ایک جدید کمرہ" میں آباد ہوتا ہے۔ پہلا دور دبستان پشاور کا عہد زریں ہے۔ یہ فارغ بخاری، احمد فراز، رضا ہمدانی، محسن احسان اور خاطر کی اٹھان کا زمانہ تھا جسے ضیاء جعفری کا دست شفقت میسر رہا۔ دوسرا دور نسبتاً تخلیقی ذہانت کی ماندگی کی وجہ سے اردو ادب میں زیادہ نمایاں نہ ہو سکا۔ اس لیے خاطر نے "جدید کمرہ" صرف چھ صفحات پر تعمیر کیا ہے۔ جبکہ "ایک کمرہ" لگ بھگ چالیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ "ایک کمرہ" میں شامل "سرحد کی نئی نسل کی شاعری" گو کہ تنقید و تذکرہ نگاری کی ملی جلی شکل ہے۔ تاہم کہیں کہیں خاکہ نگاری کی ہلکی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ خاطر زیر بحث شاعر کے محاسن و معائب کا ذکر بین السطور میں کرتے ہوئے شخصیت کے خدوخال ہلکے رنگوں میں تراشتے ہیں۔ نمونے کے چند فقرے ملاحظہ کیجیے:

> " (1ڈیرہ اسماعیل خان سے ایک ڈیرے میں ڈکی کی کھجور کی طرح ایک لمبا تڑنگا اور بانکا نوجوان اباسین آرٹس کونسل کے ایک مشاعرے میں آیا۔ اور ایک رسیلے نیتوں کی طرح رسیلی غزل سنا کر مشاعرے پر چھا گیا۔ "(۲۶)
>
> " (2جلیل حشمی۔۔۔ رہبانیت پسند ہے۔ وہ زندگی کے سرد و گرم چکھ کر بھی گوشہ نشینی کو ترجیح دیتا ہے۔ "(۲۷)

خاطر ادبی شخصیت کی تشکیل کے کمزور پہلوؤں کا ذکر یوں بین السطور کرتے ہیں کہ ذہین قاری تخلیقی اپج سے خوب خوب حظ اٹھاتا ہے۔ خاطر کی خاکہ نگاری کا ایک روپ ان کے ادبی کالموں بھی ملتا ہے۔ زندگی کے بدلتے پیراہن کے ساتھ ساتھ ادب بھی اپنے مزاج و اظہار و تخلیقی سفر کے لئے نئی راہیں بناتا ہے۔ ادبی کالم بھی ایک نیا وسیلہ ہے۔ پروفیسر شمیم حنفی اس رجحان کے باب میں لکھتے ہیں:

> "اردو خاکہ نگاری یا شخصیت نگاری کی ایک اور شکل جس نے ہمارے زمانے میں خاصا رواج پایا ہے۔ کالم نویسی کی روایت میں دکھائی دیتی ہے۔ "(۲۸)

خاطر نے ایک باخبر تخلیق کار کی طرح اس رجحان کو بھی اپنایا ہے۔ ان کے کالموں میں شخصیت نگاری یا خاکہ نگاری کی رونمائی ہوتی ہے۔ اقبال اعوان اور سید بہادر شاہ ظفر کاکاخیل کے لیے لکھے گئے کالم اس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ (خاطر کی کالم نگاری میں شخصیت نگاری کا مختصر تجزیہ ان کی کالم نگاری کے جائزے میں شامل ہے۔)

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

صوبہ پختونخوا میں اردو خاکہ نگاری کی روایت میں خاطر کی خاکہ نگاری اس لیے بھی لائق تحسین ہے کہ انہوں نے اسے اپنے تخلیقی بصیرت کا مرکز بناتے ہوئے وقتاً فوقتاً کئی یادگار خاکے لکھے جو "ادبیات خیبر پختونخوا" کے تاریخی، سوانحی اور تنقیدی سرمائے میں اضافے کا باعث بنے۔ اس خطے میں اردو خاکہ نگاری ابھی اپنے تجرباتی دور سے گزر رہی تھی کہ خاطر جیسے فن خاکہ نگاری کی باریکیوں اور نزاکتوں سے آشنا تخلیق کار نے مشاہیر ادب و فنون لطیفہ کی لفظی تصویریں اور مرقعے محفوظ کیے اور یوں خاکہ نگاری کی نیم پختہ روایت کو سندِ فضیلت نصیب ہوئی۔

حوالہ جات

١. گل ناز بانو، صوبہ سرحد میں اردو خاکہ نگاری، ایم۔ فل اردو (مقالہ)، شعبہ اردو جامعہ پشاور ص١٩
٢. خاطر غزنوی، اردو میں خاکہ نگاری، مشمولہ "البم"، یونی ورسٹی بک ایجنسی پشاور س۔ن، ص١٦٥
٣. ایضاً
٤. ڈاکٹر صابرہ سعید، اردو ادب میں خاکہ نگاری، مکتبہ شعر و ادب، حیدر آباد، انڈیا دسمبر ١٩٧٨ء، ص١٠
٥. خاطر غزنوی، چہرہ نما، مشمولہ "خمیازہ از مظہر گیلانی، مکتبہ ارژنگ پشاور ١٩٧٨ء بار اول، ص١٩
٦. اردو میں خاکہ نگاری، از بشیر سیفی، مشمولہ "خیابان" (اصناف نثر نمبر) ص٢٦٣
٧. خاطر غزنوی، مشمولہ "خمیازہ" ص٢٢,٢٣
٨. ایضاً ص١٩
٩. ایضاً ص١٩,٢٠
١٠. ایضاً ص٢٢
١١. ایضاً ص٣٠
١٢. صوبہ سرحد میں اردو خاکہ نگاری" از گل ناز بانو ص٩٩,١٠٠
١٣. خاطر غزنوی، غنی خان، مشمولہ "احساس" شمارہ: ١١ص١٠٩
١٤. آزادی کے بعد دہلی میں اردو خاکہ نگاری، از شمیم حنفی، اردو اکادمی دہلی، فروری ١٩٩١ء ص١٠,١١
١٥. (١٥) (کوہاٹ نامہ، مشمولہ "نایاب" کوہاٹ (ایوب صابر نمبر)، مدیر: احمد پراچہ ستمبر ١٩٨٨ء، ص:٥٠
١٦. ایضاً ص٤٩

۱۷. روشن یادیں اپنے ضیاء کی، مشمولہ ضیاء، مجلس یادگار ضیاء پشاور مئی ۱۹۷۱ء۔ ص ۴۱

۱۸. ایضاً ص ۴۲

۱۹. ایضاً ص ۴۳

۲۰. صوبہ سرحد میں اردو خاکہ نگاری" از گل (مقالہ ایم۔ فل اردو، شعبہ اردو، جامعہ پشاور) ناز بانو ص ۲۱

۲۱. خاطر غزنوی، چھوٹا بھائی، مشمولہ "احساس" (خصوصی شمارہ) ۱۵، نومبر، دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۷

۲۲. گل بکف، اسلام آباد مئی ۱۹۸۸ء، ص ۳۳۷

۲۳. ماہنامہ قند، مردان ۱۹۷۲ء، ص ٦٦

۲۴. گوہر رحمان نوید، صوبہ سرحد میں اردو ادب، یونیورسٹی پبلشرز، پشاور، مارچ ۲۰۱۰ ص ۱۲۷

۲۵. ایک کمرہ، ص ۱۲۸

۲۶. ایضاً ص ۱۲۱

۲۷. ایضاً ص: ۱۳۰

۲۸. شمیم حنفی، آزادی کے بعد دہلی میں اردو خاکہ نگاری، ص ۱۷